دارین کا توشہ ہے یہ ترکہِ آں حضرت
ایک پیروئ سنت ، ایک طاعتِ قرآنی

اس نام کی برکت سے ہم اکرم وافضل تھے
افسوس مگر ہم نے کچھ قدر نہ پہچانی

آئینِ الٰہی کو خود ترک کیا ہم نے
صد حیف یہ بد عہدی ، ہیہات یہ نادانی

توحید سے منہ موڑا ، سنت سے بغاوت کی
ایمان و عقائد میں کرنے لگے من مانی

اغیار کی نقالی اعزاز و شرف ٹھہرا
ملبوس ہیں امریکی ، مشروب بریطانی

تہذیب کے پردے میں غیروں سے ملی ہم کو
محرومی و نومیدی ، ناداری و نادانی

☆☆☆☆☆

''ناصری'' - نصره الله - ''حوصلہِ نصرت'' سے سرشار تھے

ابومحمد عبدالوہاب خان

التراث شمارہ 2 کی اشاعت کے بعد الشیخ محمد عباس اختر -حفظه الله- کی فرمائش پر التراث کے نام آئی ہوئی نظمیں اصلاح وتبصرہ کے لیے مرحوم کو بھیج دیں، تو خلافِ توقع پہلے شمارے کی شائع شدہ نظموں کی بھی اصلاح کر کے فوراً ارسال کردی۔ ''نصرت'' کا یہ سلسلہ جاری رہا۔کبھی بعض اصلاح شدہ نظمیں تھڑدلی کی نذر ہو جاتیں یا پروف ریڈنگ میں کوتاہی ہوجاتی تو بجا طور پر مشفقانہ شکایت فرماتے لیکن ''العذر عند کرام الناس مقبول'' کے مصداق اصلاح پھر بھی ''غیر مشروط'' طور پر فرماتے تھے۔اتنے ماہر استاد کا یہ بلند ترین حوصلہ اور مخلصانہ جذبہ دیکھ کر ان کی زیارت کا شوق بندے کو پہلی بار ''الاعتصام'' کے دفتر تک لے گیا۔ بڑے تپاک اور محبت سے ملے، یہ 01-1-30 کا دن تھا۔ چھٹا شمارہ پیش کیا اور التراث کا معیار بلند کرنے کے سلسلے میں مفید ہدایات لیں۔نیز'' شاہنامہ بالاکوٹ'' کا پر خلوص ہدیہ لیا۔یہی ان سے پہلی اور آخری ملاقات ثابت ہوئی۔البتہ'' آدھی ملاقات'' کا شرف تاحیات بخشتے رہے، جن سے راقم کو حوصلہ مندی کا سبق ملا اور گرائمر وفنِ شعر کی شد بد حاصل ہوئی۔

مجلّہ التراث کے مخلص خدمت گار افراد میں مرحوم کا اور رسائل میں الاعتصام کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔اللہ پاک ان سب کی نیکیوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور التراث سمیت ان کے صدقات جاریہ کو سدا جاری وساری رکھے۔جزاهم الله جزاءً وافياً وأجزل مثوبتهم وشرفهم بالتوفيق والسداد

حقوق انسانی قسط:2

اسلام کے انسانیت پر احسانات

میاں انوار اللہ

انسان کا احترام: فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطأ کبیرا ۞﴾(الاسراء:۳۱) ''**اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔انہیں اور تمہیں ہم ہی رزق عطا کرتے ہیں۔بے شک انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔**''

۲۔ ﴿واذا الموءودة سئلت ۞ بأی ذنب قتلت ۞﴾ ''**اور زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائیگا۔کہ وہ کس جرم میں قتل کردی گئی تھی؟**''(التکویر:۸۔۹) اولاد کو قتل کرنے والے ماں باپ اللہ کے حضور اس قدر قابل نفرت ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہیں کرے گا، بلکہ معصوم اولاد ہی سے پوچھا جائیگا کہ تو بے چاری کس قصور میں قتل ہوئی؟ تاکہ وہ اپنی داستان سنائے۔یہ اہل عرب کی اخلاقی پستی کا منہ بولتا ثبوت ہے،مشرک سردار اور عوام اپنی اسی جہالت پر اڑے رہے۔اور اپنی اصلاح کیلئے اسلام قبول نہ کیا۔اللہ کے ہاں دیر ضرور ہے لیکن اندھیر نہیں۔اگر دنیا میں معصوم قتل ہونیوالی بچی کی کوئی شنوائی نہیں،تو یوم جزا کو رب کائنات خود انصاف فرمائے گا۔

عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا ظالمانہ اور بے رحمانہ دستور معاشی بدحالی کا شاخسانہ تھا۔ان لوگوں کا نظریہ تھا کہ ''**کھانے والے کم ہوں**'' جیسا کہ آج کل ''**بچے دو ہی اچھے**'' کا سلوگن ٹی وی پر آرہا ہے۔دوسرا عذر یہ عار تھا کہ ان کا کوئی داماد ہو، کیر عقل کے اندھوں کو یہ یاد نہ رہا کہ ان کی مائیں اور بیویاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں اور وہ خود بھی کسی کے داماد۔نیز خانہ جنگی کی فضا میں لڑکیوں کی حفاظت ایک الگ مسئلہ بن جاتا تھا، کیونکہ حملہ آور شب خون، مار کر لڑکیوں کو لونڈیاں بنا کر لے جاتے اور گائے بھینس کی طرح سر عام منڈیوں میں فروخت کردیتے۔

ایک شخص نے عہد جاہلیت کا اپنا واقعہ یوں سنایا''اے اللہ کے رسول ﷺ!میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔جب میں اسے بلاتا وہ دوڑی دوڑی میرے پاس آتی۔ایک دن میں نے اسے بلایا اور اپنے ہمراہ لے کر چل پڑا۔قریب ہی ایک کنواں تھا، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنوئیں میں دھکیل دیا۔اس کی آخری آواز جو میرے کان میں سنائی دی وہ یہ تھی:ہائے ابا! ہائے ابا!یہ سن کر رحمۃ للعالمین ﷺ کے آنسو بہنے لگے۔حاضرین میں سے ایک نے کہا اے شخص:تو نے پیارے نبی ﷺ کو غمگین کردیا!! آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کہنے سے باز رہو،جس چیز کا اسے سخت احساس ہے،اسی کے بارے میں وہ سوال کرتا ہے۔پھر

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کر۔ آپ سن کر اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہوگیا اللہ نے اسے معاف کردیا۔ اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر"۔ (سنن الدارمی ١/١٤)

اسلام نے اس وحشیانہ رسم سے انسانیت کو نجات دلائی۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ افرادی طاقت وعسکری قوت کے بل بوتے پر کوئی خودسر ایک خود ساختہ مشن لے کر اٹھتا۔ ہزاروں، لاکھوں انسانوں کے سرتن سے جدا کرتا گزر جاتا۔ جنگ عظیم اول، دوم، صدام کی امریکی اطاعت اور اس کے نتیجے میں کویت کی حالت زار، پھر حسب پروگرام امریکی حملہ 1991ء، 11 ستمبر 2001 کا صیہونی ڈرامہ اور اس کے بہانے امریکہ و برطانیہ کا افغانستان پر حملہ۔ ان جنگوں میں کتنے بے گناہ مارے گئے، کتنے قیدیوں کے ساتھ حقارت آمیز سلوک روا رکھا گیا۔ جھوٹے الزامات لگا کر اسلام دشمن' عراق کے ساتھ کیا کچھ کر گزرے۔ یہ سب ظلم وستم سے بھرپور واقعات ''اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا'' کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

اسلام نے پہلی بار انسانوں کے دل و دماغ پر انسانی جان کا احترام منقش کیا اور اسے کائنات کا سب سے بڑا قابل احترام، لائق محبت اور مستحق حفاظت فرد قرار دیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے انسان کو اللہ تعالی سے قریب کیا۔ کہ یہ تو زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے، اللہ کی عیال ہے، وہ اپنی عیال پر ظلم کو ناپسند کرتا ہے۔ بندوں کو ایک دوسرے پر ظلم وتعدی سے اجتناب برتنا چاہیے۔

قرآن مجید ہمیں کیا حکم دیتا ہے ﴿ أنه من قتل نفسا بغير نفس او فساد فى الارض فكأنما قتل الناس جميعا و من أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا ﴾ (المائدة: ٣٢) ''کہ جس شخص نے کسی انسان کو جان کے قصاص یا زمین میں فساد برپا کرنے کی شرعی سزا کے بغیر قتل کیا تو وہ گویا سب لوگوں کو قتل کرنے کا مرتکب ہوا۔ اور جس نے کسی کو (قتل ناحق سے) بچالیا۔ تو گویا وہ سب لوگوں کی زندگی کا ذریعہ بنا۔'' اسی لئے اسلام میں خودکشی حرام ہے۔

اسلام نے فرد کو آزادئ رائے دی، حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیا۔ یتیموں، بے سہاروں، بیواؤں اور کمزوروں پر شفقت کرنے، غرباء ومساکین کی مالی امداد، بچوں سے پیار اور جانوروں پر رحم کا حکم دیا ہے۔ زکاۃ وصدقات سے معاشی ناہمواری پر کاری ضرب لگائی ہے۔ زکاۃ کا حکم تو قرآن مجید میں سات سو مرتبہ سے زائد دفعہ آیا ہے۔ ☆ یوں سمجھ لیجیے کہ سیاست واقتصاد اور دین ودنیا یک جا ہوگئے۔ جبکہ دوسرے مذاہب میں دین کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

''جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی''

☆ قرآن پاک میں زکی یزکی تزکیۃ اور زکوٰۃ کے الفاظ صرف 38 آیات میں آئے ہیں۔ تَصَدَّقَ یتصدق صدقۃ کے باب سے 18 الفاظ اور اَنْفَقَ یُنفِقُ اِنفاقاً کے باب سے 68 الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ ان اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف شرعی زکاۃ' بلکہ عام اخراجات فی سبیل اللہ کا حکم بھی 700 مرتبہ ثابت کرنا دشوار ہے۔ (عبدالوہاب خان)

موجودہ تحریف شدہ عیسائیت دین کو بندے کا ذاتی معاملہ کہتی ہے۔ اسی لئے حکومت وسیاست نے کلیسا سے بغاوت کردی۔ برطانیہ میں ہنری ہفتم کے دور سے بادشاہ ہی کلیسا کا سربراہ ہے۔ یہ مداخلت اس لئے ہوئی کہ بادشاہ اپنی ملکہ کیتھرائن آف آراگان کو طلاق دینا چاہتا تھا، جبکہ مذہب میں اس کی اجازت نہ تھی۔ تو بادشاہ نے طاقت استعمال کر کے کلیسا کی سربراہی خود سنبھال لی، جو آج تک جاری وساری ہے۔ یہی اصول اقوام عالم میں جنگ کا موجب بنتا ہے۔

اسلام نے دین ودنیا کو یکجا کر کے اللہ کی مخلوق کو خوشخبری سنائی کہ مسلمان کی زندگی کا کوئی گوشہ اللہ کی بندگی سے خالی نہیں ہے۔ وہ اگر اسلامی قوانین کے حدود میں رہ کر رزق حلال کما رہا ہے، تو یہ بھی بندگی ہے۔ عزیز واقارب سے تعلق جوڑنا بھی کارثواب اور اللہ کی بندگی ہے۔ کھیت میں ہل چلانا اور بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا سب بندگی کا حصہ ہے۔

خواتین کے حقوق کی پاسداری:

﴿ وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من أهله وحكما من أهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما ان الله كان عليما خبيرا ۞ ﴾(النساء: ۳۵) ''اور اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کرلو، اگر وہ صلح چاہتے ہوں تو اللہ ان میں موافقت پیدا فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے''۔

۲۔ ﴿و ان امرأة خافت من بعلها نشوزا أو اعراضا فلاجناح عليهما أن يصلحا بينهما صلحا والصلح خير وأحضرت الأنفس الشح وان تحسنوا وتتقوا فان الله كان بما تعملون خبيرا ۞ ﴾ (النساء: ۱۲۸) ''اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدسلوکی یا بے رخی کا خوف ہو تو اگر میاں بیوی آپس میں (کچھ کمی بیشی کر کے) سمجھوتہ کرلیں، تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ اور صلح بہر حال بہتر ہے اور لالچ تو ہر نفس کو لگا ہوا ہے۔ لیکن اگر تم احسان کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو جو کچھ تم کرو گے اللہ یقیناً اس سے خوب واقف ہے''۔

۳۔ ﴿وان يتفرقا يغن الله كلا من سعته وكان الله واسعا حكيما ۞ ﴾(النساء: ۱۳۰) ''اور اگر دونوں (میاں بیوی) الگ ہو جائیں تو اللہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کو بے نیاز کردے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور خوب حکمت والا ہے''۔

۴۔ ﴿لاجناح عليكم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن أو تفرضوا لهن فريضة ومتعوهن على الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعاً بالمعروف حقاً على المحسنين ۞ ﴾(البقرة: ۲۳۶) ''تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم ایسی عورتوں کو طلاق دے دو جنہیں تم نے مَس نہ کیا ہو یا مہر ہی مقرر نہ کیا ہو۔ البتہ انہیں کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرو، وسعت والا اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگدست اپنی گنجائش کے مطابق۔ انہیں بھلے طریقے سے رخصت کرو، یہ نیک آدمیوں پر حق ہے''۔